قرآن شریف دُنیا کیلئے ہدایت نامہ ہے

(فرمودہ ۲۳-جولائی ۱۹۱۵ء)

حضور نے تشہّد' تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

الٓمّٓ- ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ- الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ- وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ- اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [1]-

اس کے بعد فرمایا:-

قرآن شریف خداتعالیٰ کی طرف سے دنیا کیلئے ایک ہدایت نامہ ہوکر آیا ہے اور ایسے وقت میں آیا ہے جبکہ دنیا میں اور بہت سے مذاہب موجود تھے اور ان کے قدم جم چکے تھے- ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی ان کے ماننے والے موجود تھے گویا ان کی جڑیں بہت دور تک پھیل چکی تھیں- اُس وقت ایسے درختوں کے سائے میں اسلام ایک چھوٹا سا پودا اُگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ بڑے درخت کے نیچے چھوٹے پودے سرسبز نہیں ہوتے اور سائے میں درخت نہیں اُگا کرتا- چھت کے نیچے پودا کبھی اس طرح پھل پھول نہیں سکتا جس طرح کھلے میدان میں پھلتا پھولتا ہے- وکلاء کالجوں سے نکل کر ہمیشہ ایسے مقام پر پریکٹس شروع کرتے ہیں جہاں زیادہ وکیل نہ ہوں کیوں؟ اس لئے کہ ابتداء میں چونکہ کافی ملکہ نہیں ہوتا لہٰذا دوسروں کے مقابلہ میں شُہرت نہیں ہوسکتی-

لاہور جیسے مقام میں جہاں سینکڑوں وکیل ہیں کسی وکیل کا کالج سے نکل کر پریکٹس شروع کرنا اور پھر سب وکیلوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جانا بہت مشکل کام ہے اس لئے جب کوئی وکالت شروع کرتا ہے تو کسی ایسے مقام پر چلاجاتا ہے جہاں چھوٹے چھوٹے وکیل ہوں اور جب وہاں اس کی شہرت ہوجاتی ہے تو مشہور جگہ پر آجاتا ہے کیونکہ مقابلہ میں قدم جمنابہت مشکل ہوتاہے- تو قرآن شریف دنیا میں اس وقت بھیجاگیا جب کہ مذہبی پہلوان بہت سے موجود تھے اوران کے بڑے بڑے دعوے تھے بڑی بڑی جماعتیں اور بڑی بڑی کتابیں تھیں ایسے وقت میں اسلام کا دعویٰ اور صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ چیلنج دینا کہ آؤ مقابلہ کرو' ایسا دعویٰ ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی- اپنے اپنے مذہب کا پرچار کرناالگ بات ہے- مثلاً عیسائیت جب آئی تو حضرت مسیح کے مقابلہ میں صرف یہود تھے اور ساری دنیا سے ان کامقابلہ نہ تھا- چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام یہی کہتے رہے کہ مَیں سؤروں کے آگے موتی نہیں ڈالتا[۲] - کوئی اپنے بچے سے روٹی چھین کر اَوروں کو نہیں دیتا وغیرہ وغیرہ- غیر قوموں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بلایا بھی لیکن انہوں نے نہ مانا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مَیں صرف بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں- اگر میں نے کسی اور قوم کی طرف توجہ کی تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکوں گا- عیسائیت کی تبلیغ ساری دنیا کو کی گئی مگر اُس وقت جبکہ حضرت مسیحؑ نہ رہے اور اصل عیسائیت میں بہت کچھ تغیر وتبدّل ہوگیا- تو ایک ایسے درخت میں جو کھلے میدان میں اُگے اور ترقی کرجائے اس درخت سے جسے بڑے درختوں کی جڑوں میں لگایا جائے اور جو ان کو اُکھاڑ کر پھینک دے بہت فرق ہے- یہی فرق اسلام اور عیسائیت میں ہے- اسلام اُس وقت دنیا کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ اِس نے ابتداء میں ساری دنیا کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا- لیکن مسیحیت ایک خاص قوم تک محدود رہی- اور اگر باقی دنیا کی طرف اس نے رخ بھی کیا تو اس وقت جبکہ ایک جماعت پیدا ہوچکی تھی-

غرض قرآن مجید ایسے زمانہ میں آیا جس میں سب مذاہب پھیلے ہوئے تھے- اس نے آکر سب کو چیلنج دیا کہ آؤ مقابلہ کرلو اور مقابلہ بھی معمولی نہیں بلکہ یہ کہا کہ الٓمّٓ- ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ- الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں ایک ایسے خدا کی طرف سے آیا ہوں جس کے علم کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اَعْلَمُ ہے مقابلہ تو الگ رہا- لَايُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ[۴] اس

کے علم کو تو کوئی پا ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ خود ہی اپنے فضل سے یہ نہ کہے کہ آؤ میں تمہیں سکھا دیتا ہوں۔ اس سے خداتعالیٰ نے دنیا کو بتایا کہ تم جو اسلام کا مقابلہ کروگے تو اس کی بناء تمہارے علم پر ہوگی۔ مثلاً کوئی کہے کہ اس مذہب کی کیا ضرورت تھی؟ اس کتاب کی کیا ضرورت تھی؟ یہ مذہب کس طرح چل سکے گا۔ اس کے متعلق ابتداء میں ہی خداتعالیٰ نے فرمادیا کہ مَیں بڑے علم والا ہوں۔ بھلا مَیں کسی ایسے مذہب کو بھیج سکتا ہوں جو پھیل نہ سکے اور جس کی دنیا کو ضرورت نہ ہو۔

تو قرآن شریف ایک کامل کتاب ہے جو دنیا کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس میں کتنی طاقت ہے۔ دیکھو سایہ دار درختوں کے نیچے سے اسلام کا پودا نکلا مگر بڑھتے بڑھتے ایسا بڑھا کہ اس نے سب کو اُکھاڑ کر پَرے پھینک دیا اور خود ان کی جگہ لے لی۔ عرب میں مکہ مشرکوں کا مرکز تھا اور یہ پودا وہیں سے نکلا اور اس نے شرک کی جڑوں کو ایسا اُکھیڑا کہ سارے عرب میں اس کا نام و نشان بھی نہ چھوڑا چنانچہ عرب کے مشرکوں کا جو مذہب تھا وہ اب صفحہ دنیا پر کہیں نہیں پایا جاتا۔ پھر ان علاقوں میں جہاں اسلام کی ابتداء ہوئی یہودی اور مجوسی رہتے تھے لیکن انہیں ایسا اُکھیڑا کہ عرب سے مسیحیت اور مجوسیت کا نام و نشان مٹ گیا۔ حتّٰی کہ مجوسیت کو ایران، شام اور مصر میں بھی شکست ہوئی جو علاقے پاس پاس تھے اور جنہوں نے اسلام کا مقابلہ کیا یا یہ کہا کہ ہم اسلام کو کُچل ڈالیں گیں ان کا تمام علاقوں سے نام و نشان مٹ گیا۔ عرب سے یہودیت، عراق سے مجوسیت اور مصر سے مسیحیت مٹی۔ غرضیکہ وہ تمام علاقے جنہوں نے اسلام کی مخالفت کی ٹھانی ان کے مذاہب کو جڑوں سے اُکھیڑ کر پھینک دیا گیا، کس طرح؟ تلوار کے ذریعہ نہیں کیونکہ تلوار سے دلوں کی فتح نہیں ہوسکتی۔ لیکن اسلام نے جو فتوحات کیں وہ دلوں پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسی کامل کتاب ہے کہ اپنے کمال سے فتح حاصل کرتی ہے اور جو شخص اللہ کا تقویٰ رکھنے والا ہو وہ اس سے ایک دم جُدا نہیں ہوسکتا۔ جدھر یہ لے جائے گی اُدھر ہی جائے گا یہ اس کیلئے راہنمائی اور ہدایت کا موجب ہوجائے گی مگر لفظی متقی نہیں بلکہ وہ جو خدا کی عبادت کرے اور خدا کے تمام حکم ماننے کیلئے تیار رہے اور جسے یقین ہو کہ اعمال کا بدلہ ایک دن ضرور ملے گا ان کو قرآن کے ذریعہ ضرور ہدایت ہوجاتی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ اس مضمون کی خداتعالیٰ نے اس طرح تشریح فرمادی ہے کہ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

سُبُلَنَا ۵؎ - جو لوگ خواہ کسی مذہب کے ہوں اگر ہمارے راستہ میں کوشش کریں تو ہم انہیں راہ دکھادیتے ہیں- تو قرآن کریم دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور ایسے وقت میں آیا جبکہ مخالف بڑے زوروں پر تھے مگر باوجود اس کے خداتعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور وہ لوگ جنہوں نے اس سے تعلق رکھا کامیاب ہوگئے اور کوئی ان کا مقابلہ نہ کرسکا اور یہ زندہ ثبوت کے طور پر چلا آیا ہے- اس زمانہ میں بھی یہی ہدایت جس کو ملی اسے ایسے بلند مقام پر لے گئی کہ بلند سے بلند دشمن کا ہاتھ اس سے بہت نیچے رہ گیا اور جس نے اس پر تھوکا اس کے منہ پر ہی پڑا- جس نے اس کی طرف خاک اُڑائی اس نے اپنے ہی اوپر اُڑائی-

پس ایسی کتاب کے ہوتے ہوئے جس کے مقابلہ میں کوئی مذہب' کوئی کتاب' کوئی تعلیم نہیں ٹھہرسکتی مسلمان دوسری کتابوں کی طرف متوجہ ہوں تو کتنا تعجب ہے- اِس زمانہ میں مسلمانوں کی تباہی کی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے- اول تو پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو رسمی طور پر- ان کی مثال ایسی ہے کہ کنواں گھر میں ہوتے ہوئے کوئی پیاسا ہو' کپڑے ہوتے ہوئے ننگا ہو' کھانا ہوتے ہوئے بھوکا ہو' درخت کے پاس بیٹھے ہوئے دھوپ میں جل رہا ہو- چونکہ مسلمانوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا اس لئے اس کے نتیجہ میں دکھ مصیبتیں اُٹھانے لگے اور ایسے رُسوا اور ذلیل ہوگئے کہ دنیا نے ان کی رسوائی کو ان کے مذہب کا نتیجہ قرار دے دیا- لیکن اگر وہ قرآن پر غور و تدبر اور اس پر عمل کرتے تو ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا تھا- خداتعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ- اسلام کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تو الگ رہے قرآن کے مطابق عمل کرنے والے پر بھی کوئی غلبہ نہیں پاسکتا-

ہمارے زمانہ میں خدا نے اپنا فضل کرکے ایک انسان مبعوث فرمایا جس نے اِدھراُدھر سے لوگوں کو اکٹھا کرکے قرآن کی تعلیم پر عمل کرنا سکھایا پس ہماری جماعت کو اس کی قدر کرنی چاہیئے کہ یہ تعویذ جس گھر میں ہو شیطان اس میں داخل نہیں ہوسکتا اور جس کے پاس ہو اس پر حملہ نہیں کرسکتا- بھلا ممکن ہے کہ جہاں شیر ہو وہاں گیدڑ داخل ہوسکے اسی طرح ممکن نہیں کہ جہاں قرآن ہو وہاں باطل گھُس سکے- جس کے دل میں قرآن کے معارف ہوں اس میں شیطان ہرگز نہیں گھُسے گا اور وہ جس کے دل میں شیطان وساوس اور بد عقائد پیدا کرتا ہے' یقیناً یقیناً اس کے دل میں کوئی کونہ ایسا ہے جس میں قرآن نہیں ہے اس لئے

اس میں شیطان داخل ہوجاتا ہے۔ رمضان کے دن قرآن سے خاص تعلق رکھتے ہیں کیونکہ اس میں قرآن شریف کی ابتداء ہوئی [۶]۔ پھر جبرائیل رمضان کے مہینے میں قرآن کا دَور ختم کرواتے تھے [۷]۔ اس لئے یہ مہینہ خصوصاً قرآن پر غور کرنے کا ہے اور قرآن ایک ایسا سمندر ہے کہ اس میں غوطہ مارنے والا کبھی موتیوں سے خالی نہیں آتا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اس ماہ میں قرآن کا زیادہ مطالعہ کرے تا خداتعالیٰ ان کے دلوں کو معرفت اور روحانیت سے بھر دے۔

(الفضل ۳-۱اگست ۱۹۱۵)

---

[۱] البقرۃ:۲تا۶

[۲] "اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ پھینکو" متی باب ۷ آیت ۶ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لندن ۱۸۸۷ء

[۳] "مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیویں" متی باب ۱۵ آیت ۲۶۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لندن ۱۸۸۷ء

[۴] البقرۃ:۲۵۶ [۵] العنکبوت:۷۰ [۶] البقرۃ:۱۸۶

[۷] بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان۔